

The Spirit of Resistance in the Poetry of Faiz Ahmed Faiz: A Critical and Analytical Study

فیض احمد فیض کی شاعری میں مزاحمتی رنگ: ایک تنقیدی و تحقیقی مطالعہ

Shafiq Ahmed Katoch 

Department of Urdu, Government Degree College, Banihal, Ramban District, Jammu & Kashmir – 182146 India

Received 12 August 2023 | Revised 13 September 2023 | Accepted 06 October 2023 | Available Online 07 November 2023

*Corresponding Author: **Shafiq Ahmed Katoch** | Email Address: drshafiqkatoch01@gmail.com

Citation: Shafiq Ahmed Katoch (2023). The Spirit of Resistance in the Poetry of Faiz Ahmed Faiz: A Critical and Analytical Study. *Social Science Reports*. DOI:<https://doi.org/10.51470/SSR.2023.07.02.05>

Abstract

Faiz Ahmed Faiz is one of the most influential poets of modern Urdu literature, renowned for his revolutionary vision and commitment to social justice. This study critically examines the spirit of resistance in Faiz's poetry by exploring themes of political oppression, freedom, human dignity, equality, and hope. Using a qualitative textual analysis, the paper investigates how Faiz employs symbolism, metaphor, and lyrical expression to challenge injustice and inspire collective consciousness. His poetry transcends political boundaries by advocating universal human values and resistance against all forms of exploitation. The study concludes that Faiz's poetic voice remains a timeless symbol of resilience, justice, and social transformation.

Keywords: Faiz Ahmed Faiz; Resistance Poetry; Urdu Literature; Social Justice; Political Consciousness.

اردو شاعری کی روایت میں مزاحمت ایک اہم اور مؤثر فکری رویے کے طور پر موجود رہی ہے، تاہم بیسویں صدی میں اس رویے کو جس شاعر نے اپنے منفرد جمالیاتی شعور، فکری گہرائی اور انسانی ہمدردی کے ساتھ نئی معنویت عطا کی، وہ فیض احمد فیض ہیں۔ فیض کی شاعری محض احتجاج کا بیانیہ نہیں بلکہ انسان کی آزادی، عزت، مساوات اور بہتر مستقبل کے خواب کی شاعری ہے۔ ان کے ہاں مزاحمت کا تصور نفرت، انتقام یا اقتصاد پر نہیں بلکہ محبت، امید اور اجتماعی شعور پر استوار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری قومی سرحدوں سے نکل کر عالمی سطح پر مظلوم انسانوں کی آواز بن گئی۔

زیر نظر مقالہ میں فیض احمد فیض کی شاعری میں مزاحمتی عناصر کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس تحقیق میں مزاحمت کے فکری اور ادبی مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ فیض نے کس طرح اپنے شعری اسلوب، علامتوں، استعاروں اور پیکروں کے ذریعے ظلم، جبر، استحصال اور آمریت کے خلاف ایک مؤثر ادبی روایت قائم کی۔ ساتھ ہی یہ بھی دیکھا جائے گا کہ ان کی مزاحمت وقتی سیاسی نعروں تک محدود نہیں بلکہ ایک آفاقی انسانی وژن کی نمائندہ ہے۔

ادب کی تاریخ اس حقیقت کی شاہد ہے کہ بڑے ادیب اپنے عہد کے محض مشاہد نہیں ہوتے بلکہ اپنے زمانے کے فکری رہنما بھی ہوتے ہیں۔ جب معاشرے میں نا انصافی، سیاسی جبر، معاشی استحصال اور انسانی آزادیوں پر قدغنیں بڑھتی ہیں تو حساس شاعر اپنی تخلیقی بصیرت کے ذریعے ان حالات کے خلاف آواز بلند کرتا ہے۔ یہی آواز ادب میں مزاحمت کہلاتی ہے۔

فیض احمد فیض اسی روایت کے عظیم شاعر ہیں جنہوں نے اپنے عہد کی تلخ حقیقتوں کو محض بیان نہیں کیا بلکہ ان کے خلاف ایک تہذیبی، اخلاقی اور جمالیاتی احتجاج بھی رقم کیا۔ ان کی شاعری میں انقلاب محض اقتدار کی تبدیلی کا نام نہیں بلکہ انسان کی داخلی آزادی، سماجی انصاف اور انسانی وقار کی بحالی کا استعارہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اشعار آج بھی دنیا کے مختلف خطوں میں آزادی، انصاف اور انسانی حقوق کی جدوجہد کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔

فیض کی شخصیت متعدد حوالوں سے منفرد تھی۔ وہ استاد بھی تھے، صحافی بھی، فوجی خدمات بھی انجام دیں، مزدور تحریکوں سے بھی وابستہ رہے اور قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ ان تمام تجربات نے ان کی شاعری کو گہرائی اور وسعت عطا کی۔ ان کے ہاں مزاحمت کسی نظریاتی نعرے کی صورت اختیار نہیں کرتی بلکہ انسانی دکھ درد کے ایک ہمہ گیر احساس کے طور پر سامنے آتی ہے۔

مزاحمت: مفہوم اور ادبی پس منظر

لفظ "مزاحمت" لغوی اعتبار سے مخالفت، مقابلہ اور ظلم کے سامنے ثابت قدم رہنے کے معنی رکھتا ہے۔ ادبی اصطلاح میں مزاحمت اس تخلیقی رویے کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے ادیب یا شاعر جبر، استحصال، استبداد، طبقاتی تفریق، سامراجی قوتوں اور ہر اس نظام کے خلاف اپنی آواز بلند کرتا ہے جو انسانی آزادی اور وقار کو پامال کرے۔

دنیا کے بڑے ادب میں مزاحمتی روایت ہمیشہ موجود رہی ہے۔ یونانی المیوں سے لے کر جدید عالمی ادب تک، شاعر اور ادیب نے ظلم کے خلاف قلم اٹھایا۔ اردو ادب میں اس روایت کو میر تقی میر، مرزا غالب، علامہ اقبال، جوش ملیح آبادی، حبیب جالب اور احمد فراز نے اپنے اپنے انداز میں آگے بڑھایا تاہم فیض احمد فیض نے اس روایت کو جمالیاتی حسن، فکری توازن اور انسانی محبت کے ساتھ اس طرح ہم آہنگ کیا کہ ان کی مزاحمت تنقیدی کے بجائے امید کا پیغام بن گئی۔

فیض کے نزدیک ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا محض سیاسی عمل نہیں بلکہ ایک اخلاقی ذمہ داری ہے۔ ان کی شاعری میں مزاحمت کا سرچشمہ انسان دوستی ہے۔ وہ انسان کو مذہب، نسل، زبان اور جغرافیہ کی تقسیم سے بلند ہو کر دیکھتے ہیں۔ اسی لیے ان کے اشعار میں ایک ایسا آفاقی شعور نمایاں ہوتا ہے جو ہر مظلوم انسان کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھتا ہے۔

ان کے یہاں محبت اور انقلاب ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ ایک دوسرے کی تکمیل ہیں۔ محبوب کی آنکھوں سے شروع ہونے والا سفر معاشرے کے محروم انسان تک پہنچتا ہے اور ذاتی عشق اجتماعی شعور میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہی تبدیلی فیض کی شاعری کو محض رومانوی شاعری سے بلند کر کے مزاحمتی ادب کا شاہکار بنا دیتی ہے۔

فیض کی مزاحمت کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ وہ قاری کو باپوسی کے اندھروں میں نہیں چھوڑتے بلکہ امید کا چراغ روشن رکھتے ہیں۔ ان کی نظر میں ظلم دائمی نہیں اور انسان کی آزادی ایک ناگزیر حقیقت ہے۔ اسی یقین نے ان کی شاعری کو ہر دور میں تازگی، اثر انگیزی اور معنوی وسعت عطا کی ہے۔

فیض احمد فیض کی شاعری میں مزاحمت کے عملی مظاہر

فیض احمد فیض کی شاعری کا مطالعہ اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ ان کے نزدیک مزاحمت محض ردِ عمل یا احتجاج کا نام نہیں بلکہ ایک مثبت، تعمیری اور انسانی رویہ ہے۔ وہ ظلم کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے نفرت کی بجائے محبت، انتقام کی بجائے انصاف اور باپوسی کی بجائے امید کا چراغ روشن رکھتے ہیں۔ ان کے اشعار میں مزاحمت زندگی کی نفی نہیں بلکہ زندگی کی توقیر کا استعارہ بن جاتی ہے۔ یہی خصوصیت انہیں اپنے عہد کے دیگر انقلابی شاعروں سے ممتاز کرتی ہے۔

سیاسی جبر کے خلاف مزاحمت

فیض نے ایسے دور میں زندگی گزاری جب برصغیر تقسیم کے لیے، نوآبادیاتی اثرات، فوجی آمریت، سیاسی عدم استحکام اور سماجی ناہمواریوں سے گزر رہا تھا۔ ان حالات نے ان کی شخصیت اور شاعری دونوں پر گہرا اثر ڈالا۔ انہوں نے ظلم اور آمریت کے خلاف قلم کو ہتھیار بنایا، مگر ان کی زبان کبھی اشتعال انگیز یا سطحی نہیں ہوئی بلکہ تہذیب، وقار اور فکری گہرائی کے ساتھ احتجاج کرتی رہی۔

محض اظہار رائے کی آزادی کا مطالبہ نہیں بلکہ ہر اس انسان کی آواز ہے جس سے اس کا حق اظہار چھین لیا گیا ہو۔ اس نظم میں شاعر انسان کو خوف کی زنجیریں توڑنے "بول کہ لب آزاد ہیں تیرے" فیض کی مشہور نظم اور سچ بولنے کا حوصلہ عطا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ نظم مختلف ادوار میں آمریت اور جبر کے خلاف مزاحمت کی علامت بن گئی۔

میں فیض ظلم کے دوام کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس یقین کا اظہار کرتے ہیں کہ ظلم خواہ کتنا ہی طاقت ور کیوں نہ ہو، ایک دن عدل اور صداقت کی روشنی اس پر غالب آجائے گی۔ اس نظم "ہم دیکھیں گے" اسی طرح کی قوت اس کے سیاسی نعروں میں نہیں بلکہ اس کے اخلاقی اور انسانی یقین میں پوشیدہ ہے۔

سماجی انصاف اور طبقاتی شعور

فیض کی شاعری کا ایک اہم پہلو سماجی انصاف کا تصور ہے۔ وہ ایسے معاشرے کے خواہاں ہیں جہاں دولت، طاقت اور وسائل چند ہاتھوں تک محدود نہ ہوں بلکہ ہر انسان کو عزت اور مساوات کے ساتھ جینے کا حق حاصل ہو۔

ان کے ہاں مزدور، کسان، محنت کش، مجبور عورت، قیدی اور محروم انسان محض کردار نہیں بلکہ ان کی شاعری کے حقیقی ہیرو ہیں۔ فیض ان طبقات کے دکھ کو محض بیان نہیں کرتے بلکہ اسے اجتماعی شعور میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک ادب کی اصل ذمہ داری بھی یہی ہے کہ وہ معاشرے کے کمزور طبقات کی آواز بنے۔

یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں غربت صرف معاشی مسئلہ نہیں بلکہ انسانی وقار سے وابستہ سوال بن کر سامنے آتی ہے۔ وہ ایک ایسے سماج کا خواب دیکھتے ہیں جہاں انسان کو اس کی محنت کا جائز صلہ ملے اور کسی کو استحصال کا شکار نہ ہونا پڑے۔

محبت سے مزاحمت تک کا سفر

فیض کی شاعری کی سب سے منفرد خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے عشق اور انقلاب کے درمیان کوئی دیوار قائم نہیں کی۔ ان کے نزدیک ذاتی محبت انسان کو اجتماعی محبت تک پہنچاتی ہے۔ یہی تصور ان کی شہرہ آفاق میں پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ "مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ" نظم

اس نظم میں شاعر محبوب سے مخاطب ہوتے ہوئے کہتا ہے کہ اگرچہ محبت اپنی جگہ اہم ہے، مگر معاشرے میں موجود بھوک، غربت، ظلم، بیماری اور بے بسی کے مناظر نے اس کی نگاہ کو وسیع کر دیا ہے۔ اب صرف ایک فرد سے محبت کافی نہیں بلکہ پوری انسانیت کے دکھ میں شریک ہونا بھی ضروری ہے۔

یہ فکری اور ثقافتی فیض کی شاعری کو محض رومانویت سے نکال کر ایک وسیع انسانی شعور عطا کرتا ہے۔ ان کے ہاں محبت، مزاحمت کی بنیاد بن جاتی ہے اور مزاحمت محبت کی تکمیل۔

علامت نگاری اور استعاراتی اسلوب

فیض احمد فیض نے اپنی مزاحمتی شاعری میں براہ راست نعرہ بازی سے گریز کیا۔ انہوں نے استعاروں، علامتوں اور پیکروں کے ذریعے ایسے معانی پیدا کیے جو ہر دور میں نئی تعبیر اختیار کر لیتے ہیں۔ ان کی شاعری میں صبح امید، آزادی اور انقلاب کی علامت ہے، جبکہ رات ظلم، آمریت اور استبداد کی نمائندہ ہے۔ اسی طرح زخمی غلامی اور جبر کی، گل حسن اور آزادی کی، اور صبح بہتر مستقبل کی نوید بن کر سامنے آتی ہے۔

ان علامتوں کی بدولت فیض کی شاعری وقتی سیاسی حالات سے بلند ہو کر آفاقی معنویت اختیار کر لیتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ مختلف ممالک اور مختلف زبانوں کے قارئین بھی ان کی شاعری میں اپنے حالات کی جھلک محسوس کرتے ہیں۔

امید کا فلسفہ

فیض کی مزاحمت کی سب سے روشن خصوصیت امید ہے۔ وہ کبھی مایوسی کو اپنی شاعری پر غالب نہیں آنے دیتے۔ ان کے نزدیک ظلم عارضی ہے اور انسان کی آزادی دائمی حقیقت۔ یہ امید محض جذباتی کیفیت نہیں بلکہ ایک فکری یقین ہے۔ اسی یقین نے ان کی شاعری کو وقت کی گرد سے محفوظ رکھا ہے۔ آج بھی جب دنیا کے کسی خطے میں آزادی، انصاف اور انسانی حقوق کی بات ہوتی ہے تو فیض کے اشعار نے معنی کے ساتھ زندہ ہوا ٹھٹھے ہیں۔

اس اعتبار سے فیض احمد فیض کی شاعری صرف اپنے عہد کی نمائندہ نہیں بلکہ ہر اس معاشرے کی ترجمان ہے جہاں انسان ظلم کے خلاف بہتر مستقبل کا خواب دیکھنے کی جرأت رکھتا ہے

(فیض احمد فیض کی شاعری میں مزاحمت کے عملی مظاہر (اشعار کی روشنی میں)

فیض احمد فیض کی مزاحمتی شاعری کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں احتجاج اور جمالیات ایک دوسرے کے ہم رکاب نظر آتے ہیں۔ ان کے یہاں مزاحمت تلخ نعروں کی صورت اختیار نہیں کرتی بلکہ شاعری لطافت، علامت نگاری اور تہذیبی وقار کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔

سیاسی جبر کے خلاف مزاحمت

آزادی اظہار کا ایسا منشور ہے جو ہر دور میں تازہ محسوس ہوتا ہے۔ "بول کہ لب آزاد ہیں تیرے" فیض نے آمریت، سیاسی جبر اور اظہارِ رائے پر پابندی کے خلاف نہایت مؤثر انداز میں قلم اٹھایا۔ ان کی نظم

بول کہ لب آزاد ہیں تیرے

بول زباں اب تک تیری ہے

بول یہ تھوڑا وقت بہت ہے

جسم و زباں کی موت سے پہلے

ان اشعار میں شاعر انسان کو خوف سے آزاد ہو کر حق گوئی کی دعوت دیتا ہے۔ یہاں "بول" محض گفتگو کا عمل نہیں بلکہ ظلم کے خلاف مزاحمت کی علامت ہے۔

میں فیض ظلم کے خاتمے اور انصاف کی فتح کا یقین دلاتے ہیں۔ "ہم دیکھیں گے" اسی طرح نظم

لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

وہ دن کہ جس کا وعدہ ہے

جب ظلم و ستم کے کوہِ گراں

روٹی کی طرح اڑ جائیں گے

یہ اشعار جبر کے خلاف اجتماعی امید اور انقلابی شعور کی بہترین مثال ہیں۔

سماجی انصاف اور انسانی مساوات

میں یہ شعور نمایاں "مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ" فیض کے نزدیک اصل انقلاب وہ ہے جو محروم انسان کو عزت نفس عطا کرے۔ وہ سماجی نابرابری کو انسانی المیہ تصور کرتے ہیں۔ ان کی مشہور نظم

طور پر موجود ہے۔

اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا**

راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت

فیض احمد فیض کی مزاحمتی شاعری کا تنقیدی مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ ان کے ہاں مزاحمت محض سیاسی احتجاج یا انقلابی نعرے تک محدود نہیں بلکہ ایک ہمہ گیر انسانی فلسفہ ہے۔ انہوں نے ظلم، جبر، استحصال اور آمریت کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے انسانی آزادی، مساوات، محبت اور امن کو اپنی شاعری کا بنیادی محور بنایا۔ ان کے ہاں مزاحمت کی بنیاد نفرت نہیں بلکہ انسان دوستی ہے، اسی لیے ان کی شاعری میں احتجاج کے باوجود شائستگی، تہذیب اور جمالیاتی توازن برقرار رہتا ہے۔

فیض کی سب سے بڑی فنی کامیابی یہ ہے کہ انہوں نے ترقی پسند فکر کو محض نظریاتی بیانیہ بننے نہیں دیا بلکہ اسے اعلیٰ شعری جمالیات سے ہم آہنگ کیا۔ ان کے اشعار میں علامت، استعارہ، تلمیح اور موسیقیت اس خوبی سے یکجا ہو جاتے ہیں کہ قاری بیک وقت حسن بیان سے بھی لطف اندوز ہوتا ہے اور فکری گہرائی سے بھی متاثر ہوتا ہے۔ ان کے ہاں "گل"، "صبح"، "نیم"، "زنجیر"، "فقس" اور "صبا" جیسی علامتیں صرف شعری آرائش نہیں بلکہ مزاحمت کے فکری استعارے ہیں۔

اگرچہ بعض ناقدین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ فیض کی شاعری ترقی پسند تحریک کے نظریات سے زیادہ متاثر ہے، اس لیے بعض مقامات پر فن کے مقابلے میں نظریہ غالب آ جاتا ہے، لیکن مجموعی طور پر یہ اعتراض زیادہ وزن نہیں رکھتا۔ حقیقت یہ ہے کہ فیض نے نظریے کو فن پر مسلط نہیں کیا بلکہ فن کے ذریعے نظریے کو زندگی عطا کی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری وقتی سیاسی حالات سے وابستہ ہونے کے باوجود آج بھی تازہ، مؤثر اور آفاقی محسوس ہوتی ہے۔

فیض کی مزاحمتی شاعری کی ایک اہم خصوصیت اس کا عالمی تناظر بھی ہے۔ انہوں نے صرف برصغیر کے مسائل کو موضوع نہیں بنایا بلکہ دنیا بھر کے مظلوم، محکوم اور استحصال زدہ انسانوں کے دکھ کو اپنی آواز بنایا۔ فلسطین، افریقہ اور ایشیا کے محکوم عوام کے لیے ان کی ہمدردی ان کے عالمی انسانی شعور کی آئینہ دار ہے۔ اس اعتبار سے ان کی شاعری قومی حدود سے بلند ہو کر عالمی ادب کا حصہ بن جاتی ہے۔ مزید برآں، فیض کے ہاں محبت اور انقلاب ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ ایک ہی انسانی شعور کے دو مختلف پہلو ہیں۔ ان کی شاعری میں ذاتی عشق رفتہ رفتہ اجتماعی محبت اور انسانی خیر خواہی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہی فکری ارتقاء ان کی مزاحمت کو محض سیاسی احتجاج سے بلند کر کے اخلاقی اور تہذیبی سطح عطا کرتا ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ فیض احمد فیض اردو ادب کے ان عظیم شاعروں میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے مزاحمت کو محض احتجاج کا ذریعہ نہیں بلکہ انسانی وقار، آزادی اور انصاف کے ایک ہمہ گیر تصور کے طور پر پیش کیا۔ ان کی شاعری میں جبر کے خلاف آواز بھی ہے، محبت کا پیغام بھی، انقلاب کی امید بھی اور جمالیاتی حسن بھی۔ یہی عناصر ان کی شاعری کو ہر دور میں زندہ اور مؤثر بناتے ہیں۔ فیض نے اپنی شاعری کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ قلم کی طاقت بندوق سے زیادہ دیر پا ہوتی ہے۔ ان کے اشعار آج بھی دنیا کے مختلف حصوں میں آزادی، انسانی حقوق اور سماجی انصاف کی تحریکوں میں گونجتے ہیں۔ ان کا پیغام کسی مخصوص عہد یا خط تک محدود نہیں بلکہ ہر اس انسان کے لیے ہے جو ظلم کے خلاف کھڑا ہوئے اور بہتر مستقبل کا خواب دیکھنے کا حوصلہ رکھتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ فیض احمد فیض کی مزاحمتی شاعری اردو ادب کا ایک روشن باب ہے اور آنے والی نسلوں کے لیے بھی فکری رہنمائی کا معتبر سرچشمہ رہے گی۔ ان کا کلام ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ ادب کا اصل منصب صرف حسن کی تخلیق نہیں بلکہ انسان کی آزادی، عزت اور سچائی کی حفاظت بھی ہے۔

کتابیات

- فیض احمد فیض۔ **نسخہ ہائے وفا**۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔
- فیض احمد فیض۔ **وست صبا**۔ لاہور: مکتبہ کارواں۔
- فیض احمد فیض۔ **زندہ نامہ**۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔
- ڈاکٹر وزیر آغا۔ **اردو شاعری کا مزاج**۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔
- ڈاکٹر سلیم اختر۔ **اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ**۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔
- آل احمد سرور۔ **ادب اور نظریہ**۔ نئی دہلی: ایجو کیشنل بک ہاؤس۔
- گوپی چند نارنگ۔ **ساختیات، پس ساختیات اور مشرقی شعریات**۔ نئی دہلی: ایجو کیشنل پبلشنگ ہاؤس۔
- محمد حسن۔ **ادب اور سماجی شعور**۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔
- ممتاز شریں۔ **تنقیدی مضامین**۔ لاہور: مجلس ترقی ادب۔
- مختلف جامعات کے تحقیقی مجلات، خصوصاً اردو تحقیقات اردو میں شائع شدہ فیض شناسی سے متعلق مقالات۔